مسئلہ: محترم جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور، سنت مؤکدہ کسے کہتے ہیں، سنت مؤکدہ کی تعداد کتنی ہے، اس کا حکم کیا ہے؟ برائے مہربانی احادیث سے حوالہ بھی دیں کیونکہ ایک غیر مقلد امام مسجد لوگوں سے کہتا ہے کہ صرف فرض پڑھیں، ظہر سے پہلے کوئی سنت نماز نہیں، نہ ہی احادیث سے ثابت ہیں، یہ مولویوں کی خود ساختہ ہیں۔ برائے مہربانی شریعت کی روشنی میں رہنمائی فرمائی جائے۔

الجامعۃ الاشرفیۃ دار الافتاء شارع فیروزپور لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْجَوَابُ حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا

واضح رہے کہ سنتِ مؤکدہ وہ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہمیشہ کیا ہو یا کرنے کی تاکید فرمائی ہو۔ سنت مؤکدہ کا اہتمام کرنا واجب کے قریب ہے، بلا کسی عذر سنت مؤکدہ کا ترک کرنا جائز نہیں، جو شخص بلا کسی عذر کے سنت مؤکدہ ترک کرتا ہے وہ گناہ گار اور لائق ملامت ہے۔ البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً وقت تنگ ہو اور صرف فرض نماز ادا کی جاسکتی ہو یا کوئی ضرورت تو اس وقت سنتوں کو چھوڑ سکتا ہے۔ (کفایت المفتی ۳۱۹/۰۳، دارالاشاعت)

فرض نمازوں میں سنتِ مؤکدہ کی تعداد بارہ ہے جن میں نماز فجر کی دو، ظہر کی چھ، مغرب کی دو اور عشاء کی دو رکعات شامل ہیں۔ جو کہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہیں۔

سنت مؤکدہ کی بارہ رکعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی پابندی سے ادا فرمائیں اور اس کی تاکید بھی بیان فرمائی ہے، حدیث شریف میں ہے:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بارہ رکعات سنت پر مداومت کرے گا، اللہ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا: چار رکعتیں ظہر سے پہلے، دو رکعتیں اس کے بعد، دو رکعتیں مغرب کے بعد، دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر سے پہلے۔

اسی طرح ظہر کی فرض نماز سے پہلے چار رکعات سنت ایک سلام سے پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:"جب سورج ڈھل جاتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے قبل چار رکعات نماز ایک سلام سے پڑھتے، اور فرماتے سورج ڈھلنے کے بعد آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں"۔(ســنن ابن ماجه،کتاب اقامة الصــلاة ۰۲/۲۳٦-ســنن ابی داود،باب الاربع قبل الظهير وبعدها ۰۱/٤۹۰)

كما في الحديث :
"عن عائشة،قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " من ثابر على ثنتي عشرة ركعة من السنة بنى الله له بيتا في الجنة : أربع ركعات قبل الظهر،وركعتين بعدها، و ركعتين بعد المغرب، و ركعتين بعد العشــاء، و ركعتين قبل الفجر ."(سنن الترمذى، أبواب الصلاة، باب ما جاء فيمن صلى في يوم وليلة ثنتي عشرة ركعة من السنة، ۰۲/۲۷۳، ط:مصطفي البابي الحلبي)

كما في سنن ابن ماجه و سنن ابى داود :
" عن أبي أيوب،أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي قبل الظهر أربعاً إذا زالت الشمس ، لا يفصل بينهن بتسليم ، وقال : إن أبواب السماء تفتح إذا زالت الشمس".

كما في الدر المختار :
" (وســن) مؤكداً (أربع قبل الظهر و) أربع قبل (الجمعة و) أربع (بعدها بتســليمة)، فلو بتســليمتين لم تنب عن السنة، ولذا لو نذرها لا يخرج عنه بستليمتين وبعكسه يخرج"-(۰۲/۱۲)

البحرالرائق :
"ســنة مؤكدة قوية قريبة من الواجبحتى أطلق بعضــهم عليه الوجوب، ولهذا قال محمد: لو اجتمع أهل بلد على تركه قاتلناهم عليه، وعند أبي يوسف يحبسون ويضربون وهو يدل على تأكده لا على وجوبه." [۰٦/۳]

كما في الفتاوىٰ الشاميه :
"و لهذا كانت السنة المؤكدة قريبةً من الواجب في لحوق الإثم، كما في البحر. و يستوجب تاركها التضليل واللوم، كما في التحرير، أي على سبيل الإصرار بلا عذر." [۰۲/۱۲]

بدائع الصنائع :
"وأما مقدار كل واحدة منها، و وقتها على التفصــيل : فركعتان قبل الفجر، وأربع قبل الظهر لا يســلم إلا في آخرهن، وركعتان بعده،وركعتان بعد المغرب،وركعتان بعد العشاء كذا ذكر محمد في الأصل،وذكر في العصر والعشاء إن تطوع بأربع قبله فحسن،وذكر الكرخي هكذا إلا أنه قال في العصر : وأربع قبل العصر،وفي العشاء وأربع بعد العشاء، وروى الحسن عن أبي حنيفة و ركعتان قبل العصر،والعمل فيما روينا على المذكور في الأصل.
والأصل في الســنن ما روي عن عائشــة - رضي الله عنها - عن رسـول الله - صلى الله عليه وسـلم - أنه قال «من ثابر على اثنتي عشــرة ركعة في اليوم والليلة بنى الله له بيتا في الجنة: ركعتين قبل الفجر، وأربع قبل الظهر، وركعتين بعدها، وركعتين بعد العشــاء» ، وقد واظب رسـول الله - صلى الله عليه وسـلم - عليها ولم يترك شـيئا منها إلا مرة أو مرتين لعذر وهذا تفسير السنة...إلي قوله. والله تعالٰى اعلم بالصواب

ڈاکٹر امجد علی عفی عنہ

رفیق دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

۱۰/ربیع الاوّل/۱۴۴۵ھ

2023/09/27ء

الجواب صحیح

الجواب صحیح

دار الافتاء جامعہ اشرفیہ — رقم الافتاء: 158/106 — التاریخ: 27/9/23

الجامعۃ الاشرفیۃ دار الافتاء شارع فیروزپور لاہور پاکستان